Course Title: Classical Persian Literature in Iran II & Rhetoric II

BS Persian Semester IV

Session 2018-2022

Course Code: Maj/Per 203

Credit Hrs: 03

غزلیات سعدی شیرازی

وقتی دل سودایی می رفت به بستان ها
بی خویشتنم کردی بوی گل و ریحان ها

ترجمہ: ایک وقت تھا جب میرا دیوانہ دل باغات میں سیر کے لیے جایا کرتا تھا اور مجھے گلاب اورنازبو کی خوشبو مدہوش کردیتی تھی

گه نعره زدی بلبل گه جامه دریدی گل
با یاد تو افتادم وز یاد برفت آنها

ترجمہ:

کبھی بلبل فریاد کرتا رہا تو کبھی گلاب اپنا لباس چاک کرتا تھا لیکن جب سے میں تیری یاد میں مشغول ہوا ہوں تو ان کی یاد جاتی رہی ہے

ای مِهر در تو دل ها ای مُهر تو بر لب ها
ای شور تو در سرها وی سرّ تو در جان ها

ترجمہ: اۓ محبوب تیری محبت دلوں میں پوشیدہ ہے اور ہونٹوں پہ مہر (تالے) ہیں اے محبوب تیری محبت کا جنون سروں میں ہے اور تیری معرفت کا راز روحوں میں ہے

تا عهد تو در بستم عهد همه بشکستم
بعد از تو روا باشد نقض همه پیمان ها

ترجمہ:جب سے میں نے تیرے ساتھ عهد باندھا ہے باقی تمام عهد توڑ ڈالے کیونکہ تیرے ساتھ عهدوپیمان باندھ لینے کے بعد باقی سب عهد توڑ ڈالنا جائز ہوگا

تا خار غم عشقت آویخته در دامن
کوته نظری باشد رفتن به گلستان ها

ترجمہ: جب تیری محبت کا کانٹا میرے دامن میں اٹک گیا ہے تو اس کے بعد باغوں میں جانا اب کم ظرفی (پست نظری) ہوگی

آن را چنین دردی از پای دراندازد
باید که فرو شوید دست از همه درمان ها

ترجمہ: وہ جسے ایسا درد محبت پاوں کے بل گرا ڈالے تو اسے چاہئے کہ ہی طرح کے علاجوں سے ہاتھ دھو لے

گر در طلبت ما را رنجی برسد شاید
چون عشق حرم باشد سهل است بیابان ها

ترجمہ: اگر تیری تلاش میں ہمیں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو یہ مناسب اور موزوں ہے کھونکہ جب دل میں حرم کعبہ کی زیارت کا عشق ہوگا تو جنگل اور ویرانے بھی آسان ہوجائیں گے

هر تیر که در کیش است گر بر دل ریش آید
ما نیز یکی باشیم از جمله قربان‌ها

ترجمہ:اے محبوب تیرے ترکش میں جتنے بھی تیر ہیں تو انھیں حکم دے کہ ہمارے زخمی دل پہ آن لگیں تاکہ ہم بھی تجھ پہ قربان ہوجانے والے سب جانثاروں میں سے ایک ہوجائیں

هر کاو نظری دارد با یار کمان ابرو
باید که سپر باشد پیش همه پیکان‌ها

ترجمہ: ہر وہ شخص جو اس کمان جیسے ابرووں والے محبوب کی طرف متوجہ ہے اسے چاہیے کہ تمام تیروں کے سامنے ڈھال بن جائے

گویند مگو سعدی چندین سخن از عشقش

می‌گویم و بعد از من گویند به دوران‌ها

ترجمہ: لوگ کہتے ہیں اے سعدی اس کع عشق کی ایسی باتیں مت کر لیکن میں کہوں گا اور میرے بعد ہر زمانے میں لوگ بھی کہتے رہیں گے

خواجہ حافظ شیرازی

محمد نام، شمس الدین لقب اور حافظ تخلص تھا۔ ان کے والد اصفہان سے ہجرت کر کے شیراز میں آبسے تھے۔ حافظ، شیراز میں 726 ہجری میں پیدا ہوئے۔ بچپن میں یتیمی کا داغ سہنا پڑا۔ محنت مزدوری کے ساتھ ساتھ علم بھی حاصل کرتے رہے۔ حافظ اور قاری قرآن تھے۔ اپنے عہد کے نامور عالم اور عارف کامل تھے۔ مظفری سلسلے کے بادشاہ ان کی تعظیم و تکریم کرتے رہے۔ زندگی بھر شیراز سے نہیں نکل سکے۔ 791 ہجری میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔

حافظ ایران کے مقبول ترین شاعر ہیں۔ انہیں لسان الغیب کہا جاتا ہے اور ان کے دیوان سے فال بھی نکالی جاتی ہے۔ ان کی وجہ شہرت ان کی زندہ جاوید غزلیں ہیں، جن کی بنا پر انہیں امام غزل کہا جاتا ہے۔ حافظ کی غزل میں انسانی زندگی کی تمام مسرتیں اور دکھ پوری آب و تاب کے ساتھ موجود ہیں۔ ان کا کلام روح انسانی کا ترجمان ہے۔ وہ درویش منش، آزاد اور بے باک شخص تھے۔ مکر و ریا، جھوٹ اور فریب سے انہیں نفرت تھی۔ ان کی غزلوں میں ریاکاروں پر شدید تنقید ملتی ہے۔ وہ صلح کل اور وسیع الظرفی کے داعی ہیں۔ ان کا کلام فکری اعتبار سے بھی نہایت پختہ ہے اور فنی لحاظ سے بھی بے مثال ہے۔

انہوں نے صوفیانہ مضامین کے بیان کے لیے مخصوص اصطلاحات کو فروغ دیا۔ ان کی رائج کردہ اصطلاحات آج تک فارسی غزل کا سرمایہ جمال ہیں۔ انہوں نے ہمیشہ شعری لطافت و نزاکت کو ملحوظ خاطر رکھا ہے۔

حافظ شیرازی صاحب کی تمام عمر کا حاصل بس ایک ہی دیوان ہے جو مقبول خاص و عام ہے۔ حافظ شیرازی کی شاعری کا سرمایہ ان سے زیادہ نہیں مگر اس سرمایہ سے انہوں نے تمام دنیا کی قدر دانی اور قبولیت خریدی ۔ خواجہ صاحب نے کمال ایجاز سے عاشقانہ اور عارفانہ فضائ میں نظم لکھے۔ ان کے ہاں مولانا روم کی حکمت و تصوف اور سعدی کا درس عشق ایک ساتھ نظر آتا ہے۔

دو مختصر مثنویاں ایک (ساقی نامہ) اور چند قصیدے اس پر مستزاد

حافظ شیرازی نے سعدی اور خواجہ کی پیروی کی۔ دیوان میں کم ازکم تیس غزلیں سعدی کی بحر میں ہیں اور چند خواجہ کے زیر اثر ہیں مگر الفاظ، تراکیب، معانی آفرینی اور دل آویزی ہیں آپ کا کلام اول سے آخر تک منفرد ہے۔ دیوان حافظ کی اشاعتوں، ترجم اور شرحوں کی داستان بے حد طویل ہے۔

کلام کی شیرنی۔

خواجہ صاحب کا دیوان اتنا ضخیم نہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ خواجہ صاحب کے سوا آپ کی مشہور سے مشہور شاعروں کا دیوان اٹھائیں، ورق کے ورق دیکھتے جائے، کہیں نہ کہیں دو، دو، چار، چار شعر ایسےملیں گے جن کو آپ اپنی بیاض میں جگہ دینے کو تیار ہونگے، باقی معمولی قسم کے شعر ہونگے جن کو آپ پڑھنے کی تکلیف بھی گوارہ نہیں فرمائیں گے اور اس کے برعکس خواجہ صاحب کا دیوان دیکھے جن شعر پر آپ نظر ڈالیں گے نزاکت و لطافت، ضائع و بدائع اور حسن و ادا کا ایک اعلی نمونہ پائیں گے۔

اس سے اگلا شعر پڑھے وہ اس سے بھی عمدہ ہوگا۔ بسم اللہ (شروع)سے تمت بالخیر)آخر(تک ایک شعر بھی آپ کو ایسا نظر نہیں آئے گا جو دلفریب نہ ہو، دلکش نہ ہو۔ یاد کرنے کو جی نہ چاہے۔

کلام کی خوبی

حافظ شیرازی کے کلام میں یہ قوت بدرجہ کمال موجود ہیں کہ اپنی جذبات، تخیلات اور تصورات کو ایک ایسے روشن، درخشندہ اور واضح جامہ پہناتے ہیں کہ تصویر کا ایک خدوخال سامنے آجاتا ہے کہ خواجہ صاحب سلطنت غزل کے بادشاہوں میں شہنشاہی کا درجہ رکھتے ہیں اور سب سے خراج تحسین وصول کر تے ہیں۔

شہنشاہ غزل۔

غزل کو اس مقام تک پینچایا ہے جس سے اونچا مقام حافظ شیرازی

تصور میں نہیں آتا۔ آپ کی زبان اس قدر شتہ ہے کہ اج تک پورے دیوان کا ایک لفظ بھی متروک نہیں مانا گیا۔ واقعی ان کی شا عری کو دیکھ کر خداداد نعمتیں دعوت نظارہ کر تی ہیں۔ شیخ سعدی صرف اس لحاظ سے کہ وہ پہلے ایرانی شاعر ہیں جنہوں نے غزل کو ایک رتبے تک پہچایا ہے۔ وہ غزل کی ثبوت کا دروازہ بند نہیں کر گئے تھے۔
سعدی اور حافظ شیرازی نے غزل کو عروج کمال تک پہنچا یا ہے اور ان کی غزلیں شیخ کی غزل سے بہتریں اور افضل ہے۔ آج تک غزل کے میدان میں خواجہ سے شعر گوئی میں کوئی سبقت تو لے ہی نہیں سکتا۔ مولانا جامی نے خواجہ کو لسان الغیب اور ترجمان الاسرار کہتے ہیں اور وجہ یہ بتاتے ہیں کہ ان کے کلام تصوف سے پاک ہیں گویا یہ امار تائید اسمانی اور امداد غیبی کے سوا حا صل نہیں ہو سکتی ہے ۔

ہردل عزیز۔

شیرازی کے دیوان میں ہر کوئی اپنے ذوق کے مطابق مضامین پاتا ہے ۔ہر کوئی اسے دوست سمجھتا ہے اس کے لیئے دیوان حافظ ایک ایسا بے پایاں سمندر ہے کہ پڑھنے والے کی پیاس کو بجھانے میں مدد گار ثابت ہوتا ہے ۔آپ سرزمین ایران کے وہ شاعر ہیں جنہوں نے شعروفکر کے امتزاج سے فارسی شاعری کو ایسی بلندیوں تک پہنچایا کہ کوئی انہیں چھو بھی نہ سکا۔ آپ کے شاعرانہ افکار نے مشرق ومغرب دونوں سے خراج تحسین وصول کیا ہے۔ **جرمن شاعر گوئٹے** تو آپ کو تقلید میں جرمنی زبان میں غزلیں کہیں ۔

حافظ کا تغزل ۔

خواجہ کرمانی نے جزبہ اور فکر کے امتزاج سے جو جدت غزل میں پیدا کی اس پر ہر حافظ نے کلام کی بنیاد رکھی۔ اس لحاظ سے گویا حافظ شیرازی نے بھی سبک عراقی کی پیروی کی ۔ضائع بداع جنہیں محسنات شعری کہا جاتا ہے،سبک عراقی کا خاصہ ہیں۔ حافظ نے بھی اپنے کلام کو محسنات شعری سے زینت دی ہے لیکن ضائع وبدایع سے کچھ اس انداز میں کام لیا ہے کہ جزبات ، واردات کے اظہار کو اس سے زیادہ مدد ملی اس وجہ سے ایران کے جدید محقیقین نے حافظ شیرازی کے سبک شعری کیلئے ،،سبک فارسی ،،کی نئی اصطلاح واضع کی ہے جو صرف انہی کے لیئے مخصوص ہے ۔

حافظ کے کلام کی خصوصیات۔

حافظ شیرازی کے کلام کی خصوصیات مندرجہ ذیل ہیں۔

امید پسندی .

حافظ شیرازی کے غزل کی سب سے بڑی خوبی امید پسندی ہے۔ ایران کے اکثر بڑے شعرائ کے کلام میں جا بجا حزنیت یعنی غم نظر آتی ہے، یہ شعرائ زمانہ حال سے غیر مطمئن اور مستقبل سے مایوس ہیں، ان کی زندگی نا کامیوں کا مرقع ہے لیکن اس کے برعکس حافظ عموما نا موافق حالات میں بھی ہمت نہیں ہارتے، انہیں بھی دوسرے شعرائ کی طرح ہجر کی تاریک وطویل رات کا سامنا تو ہے لیکن وہ یقین رکھتے ہیں کہ یہ رات ختم ہوگی اور صبح درخشاں اس کی جگہ لے گی جو پیام مسرت لائے گی اور غمکدہ گلستان طرب بن جائے گا .

یوسف گم گشتہ باز آید بہ کنعان غم مخور

کلیہ اخران شود روزی گلستان غم مخور

دور گردوں گردد روزی برمراد ما نرفت
دائما یکساں نباشد حال دوراں غم مخور

سعی وکوشش۔

حافظ شیرازی کے نزدیک فضیلت وکمال حاصل کرنے کیلئے ضروری ہے کہ انسان ہنر مند اور علم ودانش سے آراستہ ہو۔ یہ چیزیں سعی وکوشش کے بغیر حاصل

نہیں ہوتیں۔

روندگان طریقت بہ نیم جو نخرند　　　قبای اطلس آنکس کہ از ہنرنماریست
سعی ناکردہ دریں راہ بجای نرسی　　　فردا گرمی طلبی طاعت استاد ببر

بلند ہمتی۔

حافظ شیرازی کے غزل کی ایک دوسری امتیازی خصوصیت بلند ہمتی اور فراخ حوصلگی ہے۔ ان کا خیال ہے کہ انسان کو ہر گز نہیں سمجھ لینا چاہئے کہ وہ گردش فلک کے اسیر ہیں بلکہ ناموافق گردش کرنے والے افلاک کو ایک مجاہد بر ہم بھی کرسکتا ہے ۔

چرخ برہم زغم ازغیر مرادم گردد　　　من نہ آئم کہ زبونی کشم از چرخ فلک

آزادی روی۔

حافظ شیرازی علائق دنیا سے آزاد تھے، یہی وجہ ہے کہ انہوں نے حکمرانوں کے قصیدے بہت کم کہے ہیں، اگر کہے ہیں تو ان میں بے جاخوش آمد نہیں ۔ وہ ایسے انسان کے قابل قدر سمجھتے ہیں جو علایق دنیا سے آزاد ہیں ۔

غلام ہمت آئم کہ زیر چرخ کبود   زہر چہ رنگ تعلق پزیدد آزاد است

ذکر شراب۔

حافظ شیرازی شراب کو رنج والم کا مداوا خیال کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک صرف یہی ایک چیز ہے جس سے زندگی کی تلخیوں کو بھلایا جاسکتا ہے ۔

ساقیا برخیز ودردہ جام را   خاک برسرکن غم ایام را

شیرازی کی سرمستی اور سرشاری اس لیئے نہیں ہےکہ حواس کچھ عرصے کے لیئے معطل ہوجائیں بلکہ اس لیئے کہ حواس بیدار تر ہوجائیں۔ اس حالت میں اگر محبوب ان کا ساتھ دے تو وہ اپنے میں یہ صلاحیت بھی پاتے ہیں کہ ناموافق ماحول بدل کر اسے اپنی منشائ کے مطابق بنائیں چنانچہ اپنی مستی وسرشاری کی کیفیت کو ذیل کے شعر میں پیش کرتے ہیں ۔

بیا تاگل افشانیم ومےدر نمراندازیم

فلک را سقف بشگا فیم وطرح نودرانداز یم

شراب پی کر انسان گناہ کاتو مرتکب ہوتا ہے لیکن حافظ شیرازی کے نزدیک شراب پینا بہر حال وقف شدہ مال کھانے سے سے بہتر ہے

ترنم ونغمہ۔

حافظ شیرازی کی غزلیات میں ترنم اور نغمے کا پہلو بھی بہت نمایاں ہے۔ترنم عموما حروف علت کی تکرار سے پیدا ہوتا ہے لیکن حروف علت کے ساتھ جب حروف کی ہم آہنگی شا مل ہو جاتی ہے تو نغمہ کی سی شان پیدا ہو جاتی ہے۔ صورت اور نغمہ کا حسین امتزاج حافظ شیرازی کی غزلوں میں اکثر نظر آتا ہے ۔

غلام نرگس مست تو تاجدار نند   خراب بادہ لعل تو ہو شیار ا نند

بفرم تو بہ سحر گفتم اشخارہ کنم   بہار تو بہ شکن می رسد چہ چارہ کنم

ذکر صوفی۔

حافظ شیرازی کے اشعار میں جہاں کہیں لفظ صوفی آیا ہے اس کا مہفوم بہت مختلف ہے اس کی وجہ غالباّ اس زمانے کے صفیاۓ کا کردار ہے۔ یہ صو فیاۓ مختلف گروہوں میں بٹے ہوے تھے ہر گروہ کا مسلک جدا تھا ایک گروہ دوسرے گروہ کو برا کہتا ۔ہر گروہ چاہتا تھا کہ حکمران کا زیادہ سے زیا دہ قرب حاصل کرے چنانچہ مبارزالدین جو بہت سخت گیر اور تنک نظر شخص تھا ،جب مذہب کے نام پر سخت کڑی قیود کرنا چاہتا تو وہ صوفیاۓ سے باآسانی جواز کی سند لے لیتا ۔

ان لوگوں کی قول و قرار میں بہت زیادہ فرق آگیا تھا۔خلو ص کی جگہ ریا کاری نے لے لی تھی۔ حافظ کو بھی ان کی منافقت کی وجہ سے طرح طرح کی اذیت اٹھانی پڑتی۔ اس لیے جہاں وہ صوفی اورواعظ کا ذکر کرتے ہیں اس میں کچھ انتقامی جزبے کا بھی رنگ ہوتا ہے اور جہاں کا بھی کہیں رندوں کا ذکر ہوتا ہے اس سے عارف اور صوفی صافی مراد لیتے ہیں ۔

صوفی نہاد دام و سر حقہ باز کرد

بنیاد کرد بافلک حصہ باز کرد

ای کیک خوش خرام کجامی روی نیاز

نمرہ مشو کہ گربہ زاہد نماز کرد

حافظ مکن ملامت رندان کہ درازل

ما را خدا زہد دریابی نیاز کرد